بحث و نظر

مطالبۂ نفاذِ فقہ جعفریہ

ادارہ

آغا سید حامد علی شاہ الموسوی نے اپنے ایک ۸ صفحاتی فولڈر میں اس بات پر ہماری تائید چاہی ہے کہ آئین میں شیعہ گروہ کے پرسنل لا کی ضمانت دینے والی ترمیمی دفعہ کو تبدیل کر کے ان کا مطالبہ پورا کرنے کے لیے حسبِ ذیل نئی شکل اختیار کی جائے:۔

"آئین کی مذکورہ ترمیم سے "پرسنل لا" کا لفظ حذف کر دیا جائے، یا پھر اس لفظ کی معاہدہ کے مطابق تشریح کر کے اس تشریح کو قانونی حیثیت دے دی جائے اور اس کے ساتھ حدود آرڈی ننس، زکوٰۃ و عشر آرڈی ننس اور قانونِ شہادت وغیرہ میں ملت جعفریہ کے پیروکاروں کے لیے ان کی فقہ کے مطابق دفعات رکھی جائیں"۔ (ص ۴)

ہمیں جس حد تک غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا احساس ہے، اس سے کہیں بڑھ کر ہم ملتِ اسلامیہ سے وابستہ ایک اقلیتی گروہ کے لیے ہمدردی و خیر خواہی کے جذبات رکھتے ہیں۔ اختلافات اپنی جگہ ہوا کریں، لیکن جہاں تک حقوق کا معاملہ ہے اس پر ہم ہر حقدار کے ساتھ ہیں۔

لیکن متذکرہ مطالبے میں ایک بڑی غلطی کام کر رہی ہے اور وہ یہ کہ شیعہ مطالبہ کنندگان جن کی نمائندگی فولڈر میں کی گئی ہے، ملکی قانون اور پرسنل لا میں فرق کو ملحوظ نہیں رکھ رہے ہیں۔ کسی سرزمین پر کسی معاشرے میں بیک وقت ۲، ۴ یا ۶ ملکی قوانین نہیں چلائے جا سکتے[1] ورنہ ان

[1] آخر دوسرے فقہوں کے ماننے والے بھی ہیں، پھر غیر مسلم اقلیتیں بھی ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

متخالف قانونی نظاموں کا ٹکراؤ لاقانونیت پر منتج ہوگا۔ پرسنل لا کے دائرے میں معروف و معلوم طور پر دُنیا بھر کے ممالک میں نکاح، طلاق، ولدیت، وراثت، رضاعت اور ایسے ہی دیگر عنوانات داخل ہیں۔ ان معاملات میں بھی قاعدہ یہی ہے کہ اگر فریقین نزاع کا تعلق کسی اقلیتی فقہ سے ہو تو ان کا معاملہ اُن کی فقہ کے مطابق طے ہوگا، اگر دونوں فریق اکثریتی فقہ کے ہوں تو اُن کا معاملہ اُن کی فقہ کے مطابق طے ہوگا اور اگر فریقین دو مختلف فقہوں سے تعلق رکھتے ہوں تو جو بھی عام حکومتی قانون کسی اسلامی ریاست میں کام کر رہا ہوگا، فیصلہ اس کے مطابق ہوگا۔

ایک الگ مطبوعہ مراسلے میں جنوری ۱۹۵۱ء میں جملہ مکاتبِ فکر کے طے کردہ ۲۲ اُصولوں کا حوالہ بھی متذکرہ مطالبے کی تائید میں دیا گیا ہے، حالانکہ ۲۲ اُصولوں میں صاف درج ہے کہ مُلکی قانون اکثریتی فقہ کے مطابق ہوگا اور اقلیتی مسلم گروہ کے لیے اُس کا پرسنل لا نافذ کیا جائے گا۔

اس صراحت و وضاحت کے بعد یہ مطالبہ کہ حدود (فوجداری جرائم) اور زکوٰۃ و عشر اور قانونِ شہادت وغیرہ میں بھی ملّتِ جعفریہ کے پیروکاروں کے لیے ان کی فقہ کے مطابق دفعات رکھی جائیں، کیسے برحق قرار دیا جا سکتا ہے۔

پھر آپ چاہتے ہوں گے کہ تعلیم، ٹیکسیشن، سرمایہ کاری، تعلقاتِ خارجہ اور جنگ و صلح کے معاملات میں بھی فقہ جعفریہ کو ملحوظ رکھا جائے۔

سوچنے کا یہ نہج مناسب نہیں۔ آپ جتنا جتنا زیادہ ذوقِ علیحدگی پسندی دکھائیں گے اور جتنا زیادہ فاصلہ اپنا اکثریتی گروہ سے بڑھائیں گے، بعد کے نتائج اتنے ہی ناپسندیدہ ہوں گے بلکہ میرا تو مشورہ یہ ہے کہ پرسنل لا کی حد تک تو جو مجبوری ہے سو ہے، اُس سے آگے کے معاملات کو اداروں، عدالتوں، اسمبلیوں اور عوام کے سامنے لاکر لوگوں میں یہ احساس نہ اُبھاریں کہ ہمارا تصورِ دین، ہمارا تصورِ نبوّت، ہمارا تصورِ جانشینیٔ نبوت، ہمارا طریقِ تاویلِ قرآن، ہمارے دفاترِ احادیث اور ہمارا ذخیرۂ تاریخ عام مسلمانوں سے الگ ہے۔ اس علیحدگی کی جتنی زیادہ تفاصیل آپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

جو اُنہی خطوط پر اپنے مذہبی استحقاق کا مطالبہ کر سکتی ہیں۔

سامنے لائیں گے، تفرقہ و تصادم بڑھے گا۔

پھر ذرا سا تقابل اپنی مثالی ریاست ایران کے دستور سے بھی کر لیجیے۔ ہمارے یہاں تو بات اُصولی سی کہی گئی ہے جو دُنیا کے ہر مسلم ملک اور معاشرے کے لیے یکساں ہے کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا اور ایسے جو قوانین پہلے سے موجود ہیں ان کو بدل دیا جائے گا، مگر آپ کے ایرانی دستور میں تو واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ فقہ جعفریہ نافذ کی جائے گی۔ اور پھر وہاں کی سُنّی اقلیت کے احوال بھی یہاں تک پہنچتے رہتے ہیں۔ یہاں کے عوام میں اچھا اثر پیدا کرنے کے لیے آپ اپنی پسند کے حقوق سنّی اقلیت کے دستوری یا قانونی حیثیت سے دلوا دیجیے اور پھر انہی حقوق کا مطالبہ پاکستان میں عوام کی حمایت سے کیجیے۔

اپنی ساری مہم میں اغلباً آپ نے دوسری جانب کے کسی مکتب فکر کے علما سے رابطہ نہیں کیا، عوام کے سامنے افہام و تفہیم کے لیے مسئلہ نہیں رکھا کہ آپ کے حق میں رائے عام تیار ہو جاتی، سیدھا سیدھا جلوسوں اور مظاہروں کا رُخ حکومت کی طرف کر دیا اور تصادم[1] کے حالات پیدا کر دیے۔ امام خمینی کے ایرانی انقلاب نے دُنیا بھر کے اثنا عشریوں میں ایک جارحانہ رجحان پیدا کر دیا ہے۔ حالانکہ آئینی اور قانونی مسائل کو حل کرانے کے لیے بہت سے پُرامن راستے اور طریقے ہیں۔

ہماری گذارش یہ ہے کہ جن مختلف المسلک مسلمانوں کے ساتھ آپ رہ بس رہے ہیں ان کو اپنا بھائی سمجھیں، ان کی حکومت (جو آپ کی حکومت بھی ہے) سے معقول مطالبے کریں اور معقول طریقوں سے کریں۔ ہمیں آپ کے جائز حقوق کی مکمل بحالی میں پوری پوری برادرانہ ہمدردی ہے۔

---

[1] مجھے جو لٹریچر موصول ہوا ہے اس میں تصادمی نوعیت کے متعدد واقعات درج ہیں۔